

درس ترمذی شریف

افادات: حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ

ضبط و ترتیب: مولانا مفتی عبدالمعین حقانی

معاون مفتی دارالافتاء جامعہ حقانیہ

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال جامع امام ترمذی کے ابواب البر والصلة کے درسی افادات

باب ماجاء فی شفقة المسلم علی المسلم ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کے ساتھ شفقت کا بیان

حدثنا عبيد بن أسباط بن محمد القرشي ثنا أبي عن هشام بن سعيد عن زيد بن أسلم عن أبي صالح عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: **ألمسلم أخو المسلم لا يخنونه ولا يكذبونه ولا يخذله**، كل المسلم على المسلم حرام عرضه وماله ودمه، **«التقوى» ههنا** بحسب امرء من الشر أن يحقر أخاه المسلم..... هذا حديث غريب.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ اس سے خیانت کرے گا اور نہ وہ اس سے جھوٹ بولے گا اور نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑے گا۔ مسلمان کا سب کچھ دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ اس کی آبروریزی اس پر حرام ہے۔ اور اس کا مال اس پر حرام ہے، اور اس کا خون اس پر حرام ہے اور (سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) تقویٰ یہاں ہے۔ اور کسی آدمی کے لئے یہی برائی اور بد اخلاقی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر و توہین کرے۔ یہ حدیث غریب ہے۔

اس باب میں ایک خاص رحمت اور شفقت کا بیان ہے جو کہ ایک مسلمان دوسرے کے ساتھ کرے گا اس قسم کا خلوص اور وفاداری مسلمان کے ساتھ خاص ہے، غیر مسلم کے ساتھ ایسا کرنا جائز نہیں۔

المسلم أخو المسلم: جناب رسول اللہ نے مسلمانوں کو آپس میں بھائی بھائی قرار دیا ہے۔ اس تعلیم کی بنا پر مسلمانوں کے لئے آپس میں معاملات اور معاشرت بھائیوں کی طرح کرنا چاہیے: اور ایک دوسرے کے ساتھ رحمت شفقت اور نرمی برتنے اور بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون و تناصر میں پورے خلوص اور خیر خواہی

سے پیش آنا چاہیے۔

خیانت کی قسمیں:

لا یخونہ: یہ صیغہ خبر کا ہے لیکن معنی انشاء ہے یعنی کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ خیانت نہ کرے اور کسی قسم کی خیانت بھی نہ کرے۔ کیونکہ خیانت کئی قسم کی ہوتی ہے مثلاً:

(۱) اگر کوئی مسلمان بھائی کوئی چیز (مال و دولت وغیرہ) تمہارے ساتھ امانت رکھے تو اس میں خیانت نہ کرو۔ بلکہ اس کا حق اس کو پوری طور پر ادا کر دو۔

(۲) اسی طرح مجلس کی بات بھی امانت ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے ”المجالس بالامانة“ یعنی مجلس کی باتیں امانت ہیں لہذا جو آدمی کسی مجلس میں کوئی بات کہے اور وہ اس بات کو دوسروں کو بتانا ناپسند کرتا ہو تو اس اہل مجلس کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اس کی بات کو دوسرے کو بتادے۔ اور ایسا کرنا ان کی طرف سے خیانت ہوگا۔

(۳) اسی طرح جو مسلمان کسی دوسرے مسلمان سے کسی کام کے متعلق مشورہ طلب کرے تو جس سے مشورہ طلب کیا گیا ہے اس کے ذمہ لازم ہے کہ وہ اسکو ایسا مشورہ دے جو کہ اس کے خیال میں اس مسلمان بھائی کے لئے نفع مند ہو۔ اگر اس نے جان بوجھ کر غیر مفید چیز کا مشورہ دیا تو اس نے اس مسلمان کے ساتھ خیانت کی۔ حدیث پاک میں ہے ”المستشار مؤتمن“ یعنی جس سے مشورہ لیا جاوے وہ ائین جانا گیا ہے۔ اور اس پر اعتماد کیا گیا ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ اس کو چاہیے کہ جس طرح اس پر اعتماد کیا گیا ہے اسی طرح وہ بھی صحیح مشورہ دے۔

(۴) اسی طرح حکومتی مناصب بھی امانت ہیں جس امیر وغیرہ کو حکومتی عہدوں پر تقرری کرنے کا اختیار دیا گیا ہو تو اس کا فرض ہے کہ کسی بھی منصب پر ایسے شخص کو مقرر کرے جو کہ اس منصب کے لئے اہل ہو۔ اہلیت نہ رکھنے والے کی تقرری کرنا عامۃ المسلمین کے حقوق کو ضائع کرنے کے مترادف ہے اس وجہ سے یہ عظیم خیانت قرار دی گئی ہے۔ ایک حدیث پاک میں ہے کہ: من قلل انسانا عملا وفي رعيتہ من هو اولی فقد خان الله ورسوله وجماعة المسلمين (رد المحتار کتاب القضاء)

ترجمہ: یعنی جس امیر نے کسی انسان کو (مسلمانوں کا) کوئی (اجتماعی) ذمہ داری سپرد کی اور اس کی رعیت میں اس شخص سے اس کام کے لئے کوئی اور زیادہ بہتر آدمی موجود تھا تو اس (امیر) نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ اور تمام مسلمانوں کے ساتھ خیانت کی۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے۔ اذا ضیعت الامانة فانْتَظِر الساعة۔ قالوا وما ضیاعها۔ قال اذا وسد الامر الی غیر اھلہ فانْتَظِر الساعة (او کا قال علیہ السلام)

ترجمہ: جب امانت ضائع کی جائے تو قیامت کا انتظار کرو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ (اے اللہ کے پیغمبر ﷺ) امانت

ضائع ہونا کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب حکومت نا اہل لوگوں کے حوالہ ہو جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔

معلوم ہوا کہ حکومتی عہدے مسلمانوں کی امانتیں ہیں، اس وجہ سے اس میں غدر اور بے احتیاطی کرنے کو

اجتماعی خیانت سے تعبیر کیا گیا۔

ووٹ بھی ایک امانت ہے:

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ووٹ بھی امانت ہے کیونکہ جب کسی عہدے پر کسی شخص کو مقرر کرنے کا اختیار

امیر کے پاس ہو تو امیر کے حق میں یہ امانت ہے اور اس امانت کی صحیح ادائیگی یہ ہے کہ اپنی رعیت میں خوب چھان پھٹک

کر اس عہدے کے لئے اہل شخص کو اس پر مقرر کرے، اگر اس نے ایسا نہ کیا تو یہ خیانت ہے۔ پس جب کسی عہدے پر

آدمی مقرر کرنے کا اختیار عوام کو دے دیا جاوے تو یہ حق اور یہ امانت عوام کی طرف منتقل ہو گئی۔ اب عوام کا فرض ہے کہ

عام مسلمانوں کے دینی اور دنیوی نفع کو مد نظر رکھ کر بہتر سے بہتر آدمی کو ووٹ دے کر اس منصب کے لئے منتخب کرے

پس کسی بھی مسلمان نے اگر اپنے ذاتی مفاد، خود غرضی اور اقربا پروری کی بنا پر غیر اہل شخص کو منتخب کرنے کے لئے ووٹ

دے دیا تو اس نے عام مسلمانوں کے ساتھ خیانت کی۔ اور اجتماعی خیانت جیسے عظیم جرم میں مبتلا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں

ہر قسم کی خیانت سے بچائے: آمین

ولا یخذلہ: یہ خذلان سے ماخوذ ہے بمعنی ترک النصرة والاعانة۔ یعنی خذلان مدد اور تعاون نہ کرنے کے معنی میں

آتا ہے۔ امام نووی تحریر فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کسی مسلمان کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے اور وہ دوسرے

مسلمان سے اس ظلم کے دفع کرنے کے لئے مدد طلب کرے تو اس کے ذمہ اس کی مدد کرنا لازم ہے۔ بشرطیکہ وہ ظالم

کے روکنے پر قادر ہو اور کوئی عذر شرعی نہ ہو۔

کل المسلم علی المسلم حرام عرضہ و مالہ و دمه: یعنی ایک مسلمان سب کا سب

دوسرے پر حرام ہے، مسلمان کا کوئی جز، اور کوئی عضو حلال نہیں ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ مسلمان کے کسی بھی جز کو ضرر

پہنچانا جائز نہیں ہے۔ اس کے ہاتھ پاؤں سر اور تمام کے تمام اعضاء کو بھی اپنے ضرر سے محفوظ رکھے اور اس کے دل کو

بھی نہ ستائے۔ اس وجہ سے بعد میں فرمایا کہ اس کی آبروریزی کرنا بھی حرام ہے۔ اور شرعی جواز کے بغیر اس کا مال کھانا

بھی حرام ہے اور اس کا ناحق خون بہانا بھی حرام ہے، یعنی کسی بھی طریق سے مسلمان کو نقصان نہ پہنچائے۔

التقویٰ ھھھنا: تقویٰ یہاں یعنی دل میں ہے۔ یہاں اگرچہ یہ لفظ مذکور نہیں ہے لیکن مسلم کی روایت میں ہے:

ویشیر الی صدرہ "یعنی جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ تقویٰ یہاں

ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی بھی مسلمان کی تحقیر اور توہین جائز نہیں ہے کیونکہ تقویٰ دل میں ہوتا ہے جو کہ نظروں

سے پنہاں ہے کسی کے دل کے احوال پر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی علم نہیں رکھتا۔ لہذا ممکن ہے کہ اس کے دل میں تقویٰ

ہو اور متقی اللہ کے نزدیک مکرم و معزز ہوتا ہے۔ آیت کریمہ اِنْ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اتَّقَاكُمْ (الایۃ) بے شک تم میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ عزتمند وہ ہے جو کہ تم میں سے زیادہ متقی اور پرہیزگار ہو، پس جب کہ تقویٰ والے اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزتمند ہیں اور تقویٰ کا محل قلب ہے جو کہ آنکھوں سے نہیں دیکھا جاسکتا۔ تو کسی کے دل پر یہ حکم نہیں لگایا جاسکتا کہ اس میں تقویٰ نہیں ہے بلکہ ہو سکتا ہے کہ اس کے دل میں تقویٰ اور خوف خدا موجود ہو اور اس کی توہین کی صورت میں ایک ایسے بندے کی توہین و تحقیر لازم آئے جو کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز اور مکرم ہو اور یہ بہت بڑا جرم ہے اس وجہ سے آخر میں فرمایا۔

بحسب امرء من الشرائع يحقر اخاه المسلم یعنی کسی آدمی کی برائی کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔
مومنین کی مثال:

حدثنا الحسن بن علی الخلال وغير واحد: قالوا ثنا ابو اسامه عن برید بن عبد اللہ بن ابی بردۃ عن جده ابی بردۃ عن ابی موسیٰ الاشعری قال: قال رسول اللہ ﷺ المؤمن للمؤمن کالبيان يشد بعضه بعضاً۔ هذا حديث صحيح وفي الباب عن علی و ابی ایوب۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا مؤمن دوسرے مومن کے لئے (ایک) عمارت (کے مختلف اجزاء) کی طرح ہے۔ کہ اس عمارت کا بعض حصہ بعض دوسرے حصوں کو مضبوط کر دیتا ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ اور اس باب میں حضرت علی اور حضرت ابو ایوبؓ سے بھی روایت ہوئے ہیں۔
مسلمانوں کے استحکام اور بقاء کا راز اتفاق و اتحاد اور ایک دوسرے کو برداشت کرنے میں ہے:

اس حدیث میں جناب رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کے باہمی اتفاق و اتحاد اور آپس میں ایک دوسرے سے تعاون و تناصروں ہر کار خیر میں ایک دوسرے کی مدد کرنے پر زور دے کر ایک مثال سے اس کی توضیح کی ہے کہ جس طرح ایک عمارت جو کہ متفرق اجزاء پتھر خشت وغیرہ سے بنی ہوئی ہوتی ہے جبکہ پتھر اور خشت خاص نظم و ضبط کے ساتھ کچھ نیچے اور اوپر رکھے گئے اور ان متفرق اجزاء نے ایک دوسرے کو برداشت کر کے تحمل اور بردباری کا مظاہرہ کیا۔ اور ہر جزء دوسرے جزء سے چٹ کر اس کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔ خود بھی مضبوط ہوا اور اس کو بھی مضبوط بنالیا۔ اور اس طرح ایک مضبوط، مستحکم، خوبصورت اور بلند عمارت ظہور پذیر ہوئی۔ وہ تنہا خشت جس کو اس سے پہلے ایک بچہ بھی تھوڑ پھوڑ کر تہس نہس کر سکتا تھا۔ اب وہ جڑ جانے سے اپنی دیوار کی طرح مضبوط بن چکے ہیں جس کا توڑ ناکسی کے بس میں نہیں۔
 مسلمانوں کو بھی ایک دوسرے سے اتفاق اور ایک دوسرے سے قطع تعلق کرنا بہت نہیں بلکہ آپس میں نرمی رحمدلی اور

محبت کے ساتھ مل کر رہنا چاہیے۔ نظم و ضبط اور اتفاق و اتحاد سے زندگی بسر کرنی چاہیے اور جس طرح کہ دیوار کے نچلے حصہ کے خشت، اوپر والے خشتوں کو اپنے سر پر رکھ کر ان کا بوجھ اٹھائے ہوتے ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں کو اپنے استحکام اتفاق و اتحاد قائم کرنے اور پھر اپنی منظم قوت و شوکت کو برقرار رکھنے کے لئے اپنے آپ کو بڑی سے بڑی قربانی کے لئے پیش کرنا ہوگا۔ یاد رہے کہ جو قوم اپنے اجتماعی نظام قوت و استحکام اور نظم و ضبط قائم کرنے کے لئے اپنے بھائی کا بوجھ خوشی اور محبت کے ساتھ اٹھا کر برداشت نہیں کرتی تو دشمن ان پر مسلط ہو کر زبردستی ان کے سروں پر بیٹھ جاتا ہے۔ اور پھر جبراً اُکھٹا کر ہارنا گوارا کے ساتھ دشمن کا بوجھ وہ اٹھاتی پھرتی گے۔

بلاشبہ سچ یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے امت کی خیر خواہی کا مکمل طریقہ سے حق ادا فرمایا ہے۔ اور کسی بھی قوم کو کسی نے اس سے زیادہ اسباق نہیں پڑھائے ہو گئے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کی رہنمائی فرمائی ہے۔ لیکن کاش کہ امت محمدیہ ﷺ ذرا خواہشات نفسانی کی پیروی اور یہود و نصاریٰ کا اتباع چھوڑ کر جناب رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کو اپنی انفرادی و اجتماعی زندگی کے لئے بنیاد بنا دے اور امت کی کامیابی اور فلاح کے لئے جدوجہد کرے تو امید کی جاسکتی ہے کہ مسلمانوں پر چھائے ہوئے ان گھٹا ٹوپ اندھیروں کا جلد خاتمہ ہو اور مسلمان طلوع سحر کی نوید سن لیں۔

نہ اٹھا پر کوئی رومی عجم کے لالہ زاروں سے
وہی آب و گل ایران وہی تمریز ہے ساقی
نہیں ہے ناامید اقبال اپنی کشت ویران سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

بخاری میں اس حدیث کے ساتھ یہ اضافہ بھی موجود ہے، و شبک بین اصابعہ، یعنی جناب رسول اللہ نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں دے کر ملایا۔ یہ اس مثال کی مزید توضیح کے لئے کہ مسلمان ایک دوسرے کو اسی طرح مضبوط بنا دیتے ہیں جس طرح کہ انگلیاں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر مضبوط مکہ بن جاتا ہے۔
ہذا حدیث صحیح۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ بخاری اور مسلم نے بھی اس حدیث کو لایا ہے۔
مؤمنین کی آئینہ سے تشبیہ:

حدثنا احمد بن محمد ثنا عبد الله بن المبارك ثنا يحيى بن عبيد الله عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: إن أحدكم مرآة أخيه فان رأى به أذى فليمطه عنه ويحيى بن عبيد الله ضعفه شعبة. وفي الباب عن

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک تم میں سے ایک (مسلمان) اپنے بھائی (دوسرے مسلمان) کا آئینہ ہے پس اگر اس نے اس مسلمان میں کوئی بری اور تکلیف دہ چیز دیکھی تو اس چیز کو اس سے دور کر دے۔ راوی یحییٰ بن عبید اللہ کو حضرت شعبہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور اس باب حضرت انسؓ سے بھی روایت ہوئی ہے۔

اس حدیث میں جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک مسلمان کو دوسرے کا آئینہ بتایا ہے۔ اس میں بہت سے فائدے ہیں۔

(۱) ایک تو یہ کہ آئینہ اپنے کام حقیقت نمائی میں کسی سے دوستی یا کسی سے دشمنی نہیں کرتا، جو بھی شخص اس میں اپنا چہرہ دیکھتا ہے۔ تو آئینہ اسے اس کا چہرہ اس طرح دکھاتا ہے، جس طرح کہ وہ حقیقت میں ہو یعنی اگر چہرہ صاف ہو اور اس میں کوئی عیب نہ ہو تو آئینہ اس کو اپنی طرف سے عیب دار نہیں بنادیتا بلکہ اسی طرح صاف اور بے عیب دکھاتا ہے۔

(۲) اگر اس میں کوئی عیب ہو تو آئینہ اس کو نہیں چھپاتا بلکہ اس عیب کو اس پر صاف ظاہر کر دیتا ہے۔ لیکن اس عیب کو اپنی طرف سے بڑھا چڑھا کر بھی نہیں دکھاتا۔ بلکہ جو میل کچیل ہو یا کوئی داغ دھبہ ہو، جتنی مقدار میں ہوتا تھا وہی دکھاتا ہے۔

(۳) آئینہ جب کسی کو اس کا عیب دکھاتا ہے تو صرف اسی دیکھنے والے کو دکھاتا ہے کسی اور پر ظاہر نہیں کرتا، چہنچہا چلاتا نہیں بلکہ خاموشی سے دکھاتا ہے۔

(۴) پس جبکہ آئینہ اسی طرح حقیقت نمائی کرتا ہے تو پھر لازم ہے کہ جس شخص کو آئینہ اس کے چہرے میں کوئی عیب دکھائے وہ اس عیب کے ازالے کے لئے فکر مند ہو جائے نہ یہ کہ آئینہ کے ساتھ دشمنی کر کے اسے توڑ ڈالے کہ اس نے کیوں میرے چہرے کو عیب دار ظاہر کیا ہے؟ بلکہ آئینہ کی صفت حقیقت نمائی کی وجہ سے عقلاً و شرعاً انسان اس پر مجبور ہو جاتا ہے کہ آئینہ کے ساتھ دشمنی نہ کرے بلکہ اس کو محبوب سمجھے، کیونکہ عیب کسی کو بھی پسند نہیں ہوتا اور کوئی بھی یہ نہیں چاہتا ہے کہ میں عیب دار رہوں لہذا جو چیز اس کو اس کے وہ عیوب دکھاتی ہو جو عیوب وہ خود نہیں دیکھ سکتا تو وہ ضرور اس چیز کو محبوب سمجھے گا۔ کہ اس کی بدولت میں اپنے عیوب کو معلوم کر کے اس کا ازالہ کر سکوں گا۔ الایہ کہ کوئی شخص حد درجہ بے وقوف ہو تو وہ مخلص خیر خواہ سے بھی دشمنی کرتا ہے۔ تو ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے آئینہ کی طرح ہو جائے۔

اگر اس میں کوئی ایسا عیب دیکھے جو خود اس عیب والے کے لئے ضرر اور نقصان دہ ہو یا اس عیب کی وجہ سے دوسرے مسلمانوں کو ضرر ہو تو اس مسلمان کا فرض ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کی خیر خواہی ہرگز نہ چھوڑے کہ اس کو اس عیب کے ساتھ رہنے دیں، بلکہ اس مسلمان کو پورے اخلاص، نرمی اور خیر خواہی سے سمجھا دے تاکہ وہ اپنے آپ سے اس عیب کا

ازالہ کرے اور سمجھانا ایسا نہ ہو کہ برسرِ محراب و مہرِ عام مجموعوں میں اس کے عیب کو بیان کر کے اسے رسوا کرے یا اس کے تھوڑے عیب و نقائص کو بڑھا چڑھا کر زیادہ ظاہر کرے یا اس کے عیب بتانے میں اپنا ذاتی غصہ نکالے ایسا کرنے سے وہ اپنے عیب کے ازالے کے بجائے جوابی کاروائی کی فکر میں پڑ جائے گا۔ اور اپنے عیب کی طرف توجہ دینے کی بجائے اس ناصح کے عیوب کو بیان کرنے لگے گا۔ اور اس طرح ایک انتشار اور افتراق پیدا ہو جائے گا۔ فائدہ کی بجائے نقصان ہوگا۔ دوسری طرف جس مسلمان سے کوئی خیر خواہی کی بات کرے اس کے لئے شرعی تعلیم یہ ہے کہ وہ صرف اور صرف اس بات پر نظر ڈال دے جو بات اس سے کہی جاتی ہے۔ اگر بات درست ہے اور اس کے ماننے میں اس کی بھلائی ہے تو اسے اس بات کی قدر کرنی چاہیے اور اس کو ماننا چاہیے۔ اپنے اندر کے کسی عیب کی نشاندہی کی جائے تو اپنے اندر اس عیب کو پوری غور و فکر سے تلاش کر کے اس کا ازالہ کرے اور اگر وہ اپنے اندر اس عیب کو نہ پاوے تب بھی اس پر فکر مند ہو جائے کہ کبھی آئندہ یہ عیب میرے اندر پیدا نہ ہووے یہ بھی اس نشاندہی کرنے والے کی مہربانی سمجھے کہ اس نے ایک عیب کی طرف توجہ دلائی جس سے بچنے کے لئے حضرت عمرؓ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا:

”ان أحب الناس الى من اهدى الى عيوبي“

ترجمہ: یعنی مجھے سارے لوگوں میں وہ شخص زیادہ محبوب ہے جو مجھے میرے عیوب کی طرف متوجہ کرتا ہے۔

اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے بارے میں منقول ہے کہ کسی آدمی نے ان کو کسی عیب کا نشانہ بنایا۔ حضرت ابو بکرؓ نے جواب میں فرمایا کہ ”اگر یہ عیب میرے اندر موجود ہے تو اللہ تعالیٰ مجھے معاف کر دے۔ اور اگر یہ عیب میرے اندر موجود نہیں تو اللہ تعالیٰ تجھے معاف کر دے۔“

ان أحدکم مرآة اخیه: مرآة میم کے کسرہ کے ساتھ اسم آلہ ہے۔ بروزن مفعول آتہ الاراءۃ یعنی دکھانے کا آلہ جسے ہم آئینہ کہتے ہیں۔ مطلب یہ کہ تم میں سے ہر ایک اپنے مسلمان بھائی کے لئے آئینہ ہے یعنی وہ اپنے بھائی میں وہ کچھ دیکھ سکتا ہے جو کچھ وہ خود نہیں دیکھ سکتا یعنی ایک مسلمان بسا اوقات اپنے عیوب کو نہیں سمجھتا جب تک کہ اس کا کوئی مسلمان بھائی اس کو اطلاع نہ دے۔ جیسا کہ وہ اپنے چہرے کے نقص کو آئینہ میں دیکھنے کے بغیر نہیں دیکھ سکتا۔ پس اس دوسرے مسلمان کے لئے ضروری ہے اس کے عیب پر اس کو خبردار کر دے۔ لیکن دوسروں کو مطلع کئے بغیر نرمی اور رحم دلی سے۔ فلیمطہ عنہ یعنی اس کا عیب اس سے دور کر دے، کا یہی مطلب ہے کہ اس کو اچھے طریقے سے بتادے تاکہ وہ اس عیب کا ازالہ کرے اور اس برائی کو چھوڑ دے۔ نیز اس کے لئے دعا کرے کہ وہ عیب اس سے رفع ہو جائے۔

سندی بحث:

و یحییٰ بن عبید اللہ ضعفہ شعبہ: یحییٰ بن عبید اللہ کو حضرت شعبہ نے ضعیف قرار دیا ہے اس وجہ سے یہ حدیث ضعیف ہے۔

”التقریب“ میں کہا ہے کہ یحییٰ بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن موہب التمیمی المدنی یہ متروک ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ وہ موضوعی احادیث نقل کرتے تھے۔
نقل حدیث میں احتیاط اور نماز کی اہمیت:

حضرت شعبہ نے جو یحییٰ بن عبید اللہ کو ضعیف قرار دیا ہے اس سے متعلق علامہ ذہبیؒ نے میزان الاعتدال میں یحییٰ بن عبید اللہ کا ترجمہ ذکر کرتے ہوئے نقل فرمایا کہ حضرت شعبہؒ نے کہا ہے: رأیتہ یصلی صلاة لایقیمہا فترکت حدیثہ میں یحییٰ بن عبید اللہ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ وہ نماز کو برابر طریقے سے ادا نہیں کرتا تھا تو میں نے اس سے حدیث سے نقل کرنا چھوڑ دیا۔ (تحفۃ الاحوالی)

بہت سی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا و آخرت میں انسان کے احوال کے صلاح و فساد کا دار و مدار نماز پر ہے جس کی نماز درست اور مکمل ہو تو اس کے دیگر معاملات بھی درست ہوں گے۔ اور جو شخص نماز صحیح طور پر ادا نہ کرتا ہو تو اس کے دیگر معاملات بھی صحیح نہیں ہو سکتے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ حضرت عمرؓ اپنے عمال کو تحریری ہدایت نامہ لکھتے تھے جس میں آپ تحریر فرماتے تھے:

ان اہم امور کم عندی الصلوۃ فمن حفظها وحافظ علیہا فہو لما سواھا احفظ ومن ضیعہا فہو لما سواھا اضعیف۔

ترجمہ: یعنی میرے نزدیک آپ کے تمام امور میں سب سے اہم نماز ہے۔ پس جس نے نماز کی حفاظت کی اور اس کی پابندی کی تو وہ دوسرے کام بھی اچھے طریقے سے انجام دینے والا ہوگا۔ اور جس نے نماز کو ضائع کر دیا تو وہ دوسری ذمہ داریوں کو بطریق اولیٰ ضائع کرے گا۔“

اسی طرح آخرت میں بھی دوسرے اعمال تب صحیح اور مکمل نکل سکتے ہیں جبکہ نماز مکمل ہو چنانچہ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ: قیامت کے دن (عبادات میں) سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا۔ جب نماز صحیح اور مکمل نکل آئے تو دوسرے اعمال بھی مکمل اور صحیح شکل میں آئیں گے اور جب نماز غلط اور نامکمل ہو تو دوسرے اعمال بھی غلط اور نامکمل ہوں گے۔